NJESR/May2020/Vol-2/Issue-5 E-ISSN-2582-5836

DOI-10.53571/NJESR.2020.2.5.49-55
{Received:15 April 2020/Revised: 25 April 2020/Accepted: 08 May 2020/Published: 26 May 2020}

1

ڈاکٹراسماء عزیز

صدر شعبۂ اُردو

ایم۔ایچ۔ پوسٹ گریجویٹ کالج، مُرادآباد

فرہنگ: ضرورت واہمیت

الفاظ محاورات اور مصطلحات مخصوص ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں اور مخصوص ادبی، سماجی اور سیاسی پس منظر کے حامل ہوتے ہیں لیکن مرورِایام کے سبب یہ پس منظر لوگوں کے ذہنوں سے نکل جاتا ہے۔اس لئے ان کو سمجھنا اوران سے کماحقہ لطف اندوز ہونا دشوار ہو جاتا ہے۔مزید یہ کہ کثرت استعمال سے لفظوں کے اصل مفاہیم و بنیادی معنی بھی بدل جاتے ہیں نیز مقام و علاقہ کی تبدیلی بھی الفاظ کے معانی و مفاہیم کی تبدیلی پر اثر انداز ہوتا ہے یہی سبب ہے شمالی ہند میں جو الفاظ جن مفاہیم میں بولے اور استعمال کیے جاتے ہیں دکن میں ان کا مفہوم اور محل استعمال بدل جاتا ہے۔خود شمالی ہند میں لکھنؤ اور دہلی کی لسانی خصوصیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں دونوں میں الفاظ کی تذکیرو تانیث کے اصول میں نمایاں فرق ہے۔اس لئے جو الفاظ دہلی میں مذکر استعمال ہوتے ہیں لکھنؤ میں مؤنث بولے جاتے ہیں اس طرح چند محاورات بھی دہلی اور لکھنؤ میں جزوی فرق کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں ان کے علاوہ متروکات کا بھی مسئلہ ہے چونکہ وہ ہمارے کلاسیکی ادب کا جزو بن چکے ہیں اس لئے ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔مذکورہ تمام ادبی اور لسانی مسائل کے پیش نظر ایسی مفصل، جامع اور مبسوط فرہنگوں کی ترتیب و تدوین کی سخت ضرورت ہے جو پورے ادب کا احاطہ کرتی ہوں۔اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ضیاءالدین انصاری رقم طراز ہیں

> ''ان تمام مسائل کے پیش نظر یہ وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے کہ اب ایسی فرہنگیں تیار کی جائیں جو پورے ادب کا احاطہ کرتی ہوں۔ان میں ایسے تمام الفاظ و محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور تلمیحات کی مناسب تعبیر وتشریح کی گئی ہو جو ہماری شاعری اور نثری ادب میں استعمال ہوئے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ان کا محل استعمال ظاہر کرنے کے لئے اساتذہ کے کلام یا نثر پاروں سے سند پیش کی جائے۔مزید یہ کہ ایسے مقامات، شخصیات اور واقعات کی تفصیلات بھی بیان

کی جائیں جن کا تذکرہ ادب کی مختلف اصناف میں ملتا ہے۔ظاہر ہے ایسی جامع اور ضخیم فرہنگ ترتیب دینا جس میں ادب کی تمام اصناف کا احاطہ کیا گیا ہو نا ممکن سا کام ہے۔اس میں کثیر سرمایہ اور بڑی تعداد میں ماہرین فن لغت نویسی اور ادبی شخصیتوں کی ضرورت ہوگی جن کا فراہم کرنا بڑا دشوار کام ہے۔اس کی بہترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں ہر صنف کی علٰیحدہ فرہنگ مرتب کی جائے۔اس طرح ہر صنف کے ساتھ انصاف بھی ہو سکے گا اور حسب ضرورت اس میں وسعت بھی پیدا کی جا سکے گی۔اس کے بعد ان تمام فرہنگوں کو ایک مخصوص ترتیب سے یکجا کر کے ایک جامع اور ضخیم فرہنگ کی شکل دیدی جائے۔اس طرح وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کیا جا سکے گا''

اردو کے مایۂ ناز محقق ماہر لسانیات لغت نویس وفرہنگ نویس ڈاکٹر شریف احمد قریشی بھی اردو میں ایک جامع اور مفصل فرہنگ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''دراصل اردو زبان وادب میں اس قسم کی فرہنگوں اور حوالے کی کتابوں کی نمایاں طور پر کمی کا احساس ہوتا ہے۔تھوڑا بہت مواد اردو کی شائع شدہ لغات،فرہنگوں اور حوالے کی کتابوں میں بھی مل جاتا ہے مگر اب بھی بہت سا مواد منتشر شکل میں پایا جاتا ہے۔جب تک یہ مواد یکجا اور اکٹھا نہیں ہوجاتا اور ان پر الگ الگ عمیق مطالعے نہیں ہوجاتے اردو کی معتبر اور جامع لغات کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔اس کے لئے پیشہ وران کی اصطلاحات ،روز مرہ ،محاورات ،ضرب الامثال ،تلمیحات،علاقائی بولیوں نیز ادبا وشعراء کے کلام کی الگ الگ فرہنگیں مرتب کرنا ہوں گی۔پھر ان کی مدد سے ایک ضخیم،قابلہ توجہ،معتبر اور جامع اردو لغت کی تیاری کا خواب نہ صرف شرمندۂ تعبیر ہوگا بلکہ اردو زبان وادب کا ایک کثیر سرمایہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔جس کی مدد سے نہ صرف کسی ادیب یا شاعر کے کلام کو سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہوگی بلکہ زبان وادب ومعاشرت وغیرہ کے مسائل بھی

سمجھے اور پرکھے جاسکیں گے"

اس سلسلے کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مختلف شعراء اور نثر نگاروں پر انفرادی طور پر کام کیا جائے اور ان کی فرہنگیں تیار کی جائیں مثلاً میرؔ، غالبؔ، ذوقؔ، مومنؔ، نظیرؔ، انیسؔ، دبیرؔ، داغؔ، اقبالؔ، سرسیدؔ، نذیر احمدؔ، سرشارؔ، رجب علی بیگ سرورؔ وغیرہ۔ الحمدللہ ہمارے محققوں اور فرہنگ نویسوں نے اس طرف خاطر خواہ توجہ دی ہے اور بڑی تحقیق و تلاش کے بعد ان میں سے بعض کی فرہنگیں تیار کی ہیں۔ اس طرح کی فرہنگ سازی میں سب سے پہلا نام محقق اور ماہر غالبیات مولانا امتیاز علی خاں عرشی کا ہے۔ انھوں نے فرہنگ غالب ترتیب دے کر محققین کی رہنمائی کی ہے۔ اس فرہنگ میں غالب کے صرف فارسی کلام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اردو کلام کو شامل نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ غالب کے اردو کلام کی بے شمار شرحیں دستیاب ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں برصغیر میں غالب صدی تقریبات پورے جوش و خروش سے منائی گئیں۔ اس سلسلے میں مضامین لکھے گئے، سیمنار منعقد کیے گئے۔ مسائل نے خصوصی شمارے شائع کیے۔ دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو نے غالب کے مخصوص محاورات اور تراکیب کا اشاریہ شائع کیا جس میں ان کی تشریح و تعبیر سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اس لئے اس کی افادیت محدود ہوگئی ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ہی پریم گوپال اشک نے روزمرہ محاورۂ غالب ترتیب دے کر شائع کیا۔ ان سے غالب شناسی میں مدد ملتی ہے۔ میر تقی میر کو عام طور پر غالب کے مقابلے میں کمتر شاعر سمجھا جاتا رہا ہے لیکن شمس الرحمان فاروقی کی "شعر شورانگیز" کی اشاعت سے میر کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔ فرید احمد برکاتی نے فرہنگ کلیات میر کی تدوین کی تھی جس پر راجستھان یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری تفویض کی۔ ۱۹۸۸ء میں یہ کتابی صورت میں منظر عام پر آئی۔ اس سے میرؔ فہمی میں مدد ملتی ہے۔ جناب ولی احمد خاںؔ نے نواب مرزا داغؔ دہلوی پر ایک قابل ستائش کام کیا ہے۔ انھوں نے محاورات داغؔ کی تدوین کی ہے جس میں داغؔ کے محاوروں کے معنی درج کیے ہیں اور اس شعر کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں وہ محاورہ نظم ہوا ہے۔ اس سے کلام داغؔ کی تفہیم میں مدد ملتی ہے۔

علامہ اقبالؔ کے فکر و فن پر سیکڑوں مضامین اور کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ کلام اقبالؔ کے ہر قابل توجہ عنصر پر محققوں، ناقدوں اور دانشوروں نے خاطر خواہ توجہ مبذول کی ہے جس کے نتیجے میں سیکڑوں مقالات، مضامین اور کتابیں وجود میں آئیں۔ کلام اقبالؔ کی تعبیر و تفہیم میں معاونت کی غرض سے سید عابد علی عابدؔ، اکبر حسینؔ قریشی اور جناب نسیمؔ امروہوی نے فرہنگیں ترتیب دی ہیں۔ سید عابد علی عابدؔ نے تلمیحات اقبال ترتیب دی اور اکبر حسینؔ قریشی نے تلمیحات و محاورات اقبالؔ تالیف کی جس پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری عطا کی۔ جناب نسیمؔ امروہوی نے فرہنگ اقبالؔ

اردو ترتیب دی جو ۱۹۸۴ء میں لاہور سے شائع ہوئی اس میں کلام اقبالؔ کی تلمیحات و استعارات کی تشریح کے علاوہ اشخاص واعلام کی تفصیلات اور الفاظ کی تحلیل صرفی اور تاریخی حوالوں وشواہد پر خاطر خواہ توجہ مبذول کی گئی ہے۔مثالوں میں سند کے طور پر اقبالؔ کے اردو اشعار پیش کیے گئے ہیں۔

جناب نائب حسینؔ نقوی نے فرہنگ انیسؔ تالیف کی جو ۱۹۷۵ء میں جمال پرنٹنگ پریس دہلی سے شائع ہوئی ہر چند کہ کام بڑی محنت اور لگن سے کیا گیا ہے تاہم اس میں اصلاح واضافے کی گنجائش ہے۔نظیراکبرآبادی ہمارے وہ شاعر ہیں جن کو اردو تنقید نظرانداز کرتی رہی۔پروفیسر کلیم الدین احمدؔ نے اپنی کتاب ''اردو شاعری پر ایک نظر''میں پہلی بار نظیرؔ کی تعریف کی۔نظیراکبرآبادی ہمارے عوامی شاعر ہیں انھوں نے بعض ایسے الفاظ،محاورات،اصطلاحات استعمال کیے جن کی تفہیم میں کوئی ایک لغت معاون نہیں ہوئی۔لہٰذا ڈاکٹر شریف احمدؔ قریشی نے فرہنگ نظیر کے نام سے ایک جامع اور وقیع فرہنگ ترتیب دے کر اس ادبی تقاضے کو پورا کیا۔

خیال یہ ہے کہ اردو زبان وادب پر شعروشاعری کا غلبہ رہا اور اردو کے لغت نویس وفرہنگ ساز اس سے اس حد تک مرعوب رہے کہ لغت نویسی کے وقت اکثر صرف شعری سرمایۂ ادب ہی ان کے پیش نظر رہا یہی سبب ہے کہ زیادہ تر شعری تراکیب ہی فرہنگ یا لغات میں شامل ہوگئیں جس کی وجہ سے ان لغات اور فرہنگوں کی افادیت ومعنویت محدود ہوگئی۔لغت نویسوں اور فرہنگ سازوں نے نثر کی طرف بے توجہی سے کام لیا جس کے سبب ہزارہا الفاظ ومحاورات تعبیر وتفہیم سے محروم رہ گئے۔یہ شکایت اردو کے ممتاز محقق مالک رامؔ اور فن لغت نویسی کے ماہر ڈاکٹر مسعود ہاشمیؔ کو بھی ہے۔ڈاکٹر شریف احمدؔ قریشی کے بقول ''نثری ادب میں ایک دو نہیں ہزاروں الفاظ ایسے ہیں جنھیں شعراء نے اپنے کلام میں استعمال ہی نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی لغت نویس یا فرہنگ نویس کی وہاں تک نظر پہنچی''چنانچہ اس جمود کو ڈاکٹر شریف احمدؔ قریشی نے ''فرہنگ فسانۂ آزاد''ترتیب دے کر توڑا۔اس فرہنگ کی ترتیب پر جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی نے ان کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی۔اس فرہنگ میں فسانۂ آزادؔ نے مستعمل الفاظ،محاورات،روزمرہ ضرب الامثال،اصطلاحات اور تلمیحات وغیر یکجا کر کے صراحت کے ساتھ پیش کر دیے گئے ہیں جس کی وضاحت کے لئے مختلف فرہنگیں اور لغات عام طور پر نا کافی ثابت ہوتی ہیں اس فرہنگ کے مشمولات کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں

''اس فرہنگ میں مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے

(ا) جہاں تک ممکن ہوسکا ہے معانی اسناد وشواہد کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

(۲) جن الفاظ کے معانی کسی لغت ،فرہنگ یا دوسری کتابوں میں نہیں مل سکے انھیں اہلِ زبان یا متعلقہ حضرات سے دریافت کر کے تحریر کیے ہیں ۔

(۳) بعض الفاظ کے معانی سرشار کے عہد کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اور سیاق وسباق کے مطابق درج کیے ہیں ۔

(۴) ہندی، سنسکرت اور دیگر زبانوں کے وہ الفاظ بھی اس فرہنگ میں شامل کیے ہیں جو فسانہ آزاد میں استعمال ہوئے ہیں ۔جس سے پتہ چلے گا کہ اس عہد میں ان زبانوں کے الفاظ بھی اردو زبان نے اپنا لیے تھے ۔

(۵) عربی اور فارسی کے مشکل مفردات بھی فرہنگ میں اس لئے شامل کر لئے ہیں کہ اس عہد میں ان اپنا ایک مقام تھا اور ایک خاص طبقہ ان کو اپنی گفتگو میں استعمال کرتا تھا ۔

(۶) تمام تلمیحات کو وضاحت کے ساتھ فرہنگ میں شامل کیا ہے ۔

(۷) ضروری تشبیہات بھی فرہنگ میں شامل ہیں ۔

(۸) ضرب الامثال کہاوتیں اور مقولے خواہ وہ کسی زبان کے ہوں شامل کیے ہیں ۔

(۹) عربی اور فارسی زبان کے وہ مصرعے اور قرآن وحدیث کے وہ فقرے جو ضرب الامثال کی طرح استعمال کیے ہیں شاملِ فرہنگ ہیں ۔

(۱۰) وضاحت ،طلب ،جنگی اور فوجی ساز وسامان ،ہتھیار، پھل پھول، چرند پرند، کیڑے مکوڑے ،زیور گہنے، کھانے ، کپڑے اور دیگر چیزوں کے نام وضاحت کے ساتھ درج کیے ہیں ۔

(۱۱) فرہنگ کے آغاز سے پہلے فسانہ آزاد سے بعض اہم ادبی اور معلوماتی الفاظ کی درجہ بندی کر دی ہے تا کہ ایک ہی نظر میں سرشار کی وسیع معلومات اور فسانہ آزاد میں استعمال ہونے والے ایک ہی درجہ کے الفاظ اور ایک ہی قسم کی چیزوں کا بہ آسانی اندازہ ہو سکے"

بہر کیف ان فرہنگوں کی مدد سے میرؔ، غالبؔ، انیسؔ، داغؔ، اقبالؔ، نظیرؔ اور سرشار کے کلام اور نثری پاروں کو سمجھنے میں بڑی سہولت ہوئی ہے لیکن ابھی بہت سے دوسرے شعراء اور نثر نگار محققین و فرہنگ سازوں کی توجہ کی مستحق ہیں۔

فرہنگ سازی کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مختلف اصناف نظم ونثر پر الگ الگ کام کیا جائے مثلاً نثر میں داستان، ناول افسانہ، ڈرامہ، انشائیہ وغیرہ اور شاعری میں غزل، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی وغیرہ کو علیٰحدہ علیٰحدہ موضوع بنا کر ان کی فرہنگیں ترتیب دی جائیں۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاریؔ نے اس جانب توجہ کی اور اردو مثنویات کی فرہنگ کی تدوین کی دراصل یہ ان کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ۱۹۸۱ء میں ان کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی تھی۔ جسے نظر ثانی اور ضروری اضافوں کے بعد شائع کردیا گیا اس کے مشمولات سے متعلق ڈاکٹر انصاریؔ رقم طراز ہیں

"زیرِ نظر فرہنگ میں مثنویات میں مستعمل مخصوص الفاظ و محاورات اور ضرب الامثال کے معانی و مفاہیم متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ تلمیحات و اشارات اور مقامات کی تفصیلات یز اشخاص کے ضروری سوانح حیات پیش کیے گئے ہیں۔ اس میں ہر لفظ کے ساتھ اس شعر کو بھی درج کیا گیا ہے جس میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ الفاظ کے معنی متعین کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ جو الفاظ مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہوئے ہیں ان پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح اسماء کی تذکیر و تانیث کا بھی بالتحقیق تعین کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں کے اختلافات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اردو میں الفاظ کے تلفظ کا مسئلہ بھی خاصہ پیچیدہ ہے۔ عام بول چال میں حروف کی مفتوح مکسور حالتوں پر توجہ نہیں دی جاتی۔ نتیجہ کے طور پر اکثر الفاظ غلط تلفظ کے ساتھ رائج ہوجاتے ہیں۔ زیر نظر فرہنگ میں اس جانب بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے اور صحیح تلفظ کو اعراب کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ اردو میں کوئی ایسی جامع لغت نہیں ہے جو ان تمام مسائل میں ہماری تشفی بخش رہنمائی کر سکے۔ لہٰذا اس اہم مرحلہ پر اردو کی تمام دستیاب لغات کے علاوہ عربی اور فارسی کی معیاری کتب لغات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے"

حواشی حوالے

۱۔ مولوی عبدالحق۔ مقدمہ لغت کبیر اردو۔ انجمن ترقی اردو (پاکستان) جلد اول ۱۹۷۳ء صفحہ۔ ۳۵

۲۔ مولوی عبدالحق۔ مقدمہ جدید اردو لغت۔ رسالہ اردو سہ ماہی (کراچی) جنوری ۱۹۵۹ء۔ صفحہ۔ ۲۱

۳۔ مولوی عبدالحق۔ مقدمہ جدید اردو لغت۔ رسالہ اردو سہ ماہی (کراچی) جنوری ۱۹۵۹ء۔ صفحہ۔ ۲۵

۴۔ بحوالہ اردو مثنوی کی فرہنگ از ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری۔ صفحہ۔ ۲۱

۵۔ مولوی وحید الدین سلیم۔ پیش لفظ۔ وضع اصطلاحات۔ مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۱۹۳۱ء۔ صفحہ۔ ۴

۶۔ از ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری۔ مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ۔ صفحہ۔ ۲۳

۷۔ محمد حسین آزاد۔ آب حیات۔ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنو ۱۹۸۶ء صفحہ۔ ۱۵۲

۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی۔ تاریخ ادب اردو (جلد دوم حصہ دوم) ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی۔ ۱۹۸۴ء۔ صفحہ۔ ۶۸۷

۹۔ مصحفی۔ عقد ثریا۔ مرتبہ مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو اورنگ آباد۔ ۱۹۳۴ء صفحہ۔ ۳۳